دافع البلاء

تلخیص: الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء

(کلمہ دافع البلاء کے ساتھ مصطفی ﷺ کی نعت بیان کرنے والوں کے لئے بلاؤں سے امن اوران کے مرتبے کی بلندی ہے)

ابو بنتین محمد فراز عطاری مدنی عفی عنہ

 +92-3212094919

پیش لفظ

الحمد للہ فتاوی رضویہ جلد 30 کے دو رسالوں کی تلخیص کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، جس کو کافی پسند کیا گیا اور مزید رسالوں کی تلخیص کا مشورہ بھی چند احباب نے دیا۔ویسے تو میری نیت تھی ہی کہ مزید رسالوں کی تلخیص کرنی ہے مگر پڑھنے والوں کی حوصلہ افزائی نے مزید ہمت دی اور مزید ایک رسالے کی تلخیص کا کام شروع کیا۔ اللہ پاک اس کو نفع پہنچانے والا بنائے اور قبول فرما کر بخشش کا ذریعہ بنائے۔

تعارف

رسالے کا نام ہے "الامن و العلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء"

یعنی کلمہ دافع البلاء کے ساتھ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان کرنے والوں کے لئے بلاؤں سے امن اور ان کے مرتبے کی بلندی ہے۔

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ ایک بدمذہب درود تاج اور دلائل الخیرات پڑھنے کو شرک کہتا ہے اس لئے کہ ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ الفاظ کہے گئے:" دافع البلاء و الوباء و القحط و المرض و الالم" یعنی مصیبتوں، وباؤں، قحط، بیماری اور تکلیفوں کو دور کرنے والے، اور یہ الفاظ کہنا شرک ہے اور چونکہ یہ درود پاک سینکڑوں سالوں کے بعد لکھے گئے اس لئے اس کا پڑھنا، تعلیم دینا بدعت سیئہ ہے۔

سائل نے اس بدمذہب کو جواب میں جو دلائل دیے وہ بھی سوال میں مذکور ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں۔

- وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْؕ

اللہ کی یہ شان نہیں کہ انہیں عذاب دے جب تک اے حبیب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔ (الانفال:33)

- وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اور ہم نے تمہیں تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔ (الانبیاء:107)

-جبرئیل علیہ السلام نے اپنے لئے کہا:

اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا

میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ میں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔(مریم:19)

-ہمیشہ سے علماء ان کا ورد کرتے آئے ہیں تو کیا سب مشرک ہو گئے؟

-شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع فرمایا ہے۔

الجواب

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے اپنی عادت کریمہ کے مطابق موضوع سے متعلق جامع خطبہ تحریر فرمایا اور پھر فرمایا کہ میرا مختصر جواب ایک مقدمے دو باب اور خاتمے پر مشتمل ہوگا اور مقدمہ بھی چند موضوعات پر مشتمل ہے۔
(اعلی حضرت کے مختصر جواب کی یہ شان ہے تو تفصیلی جواب کی کیا شان ہوگی)

سب سے پہلے اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سنیوں کو سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

بدمذہبوں کا مقصد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر شریف کو مٹانا اور مسلمانوں کے دلوں سے اللہ پاک کے محبوب بندوں کی تعظیم کم کرنا ہے مگر ان سنی مسلمانوں پر تعجب ہے جو اس طرح کی باتوں پر توجہ کرتے ہیں، اس طرح کی باتیں کرنے والے پہلے بھی تھے اور آئندہ بھی ہونگے مگر صحیح العقیدہ مسلمان ایسی باتوں کی طرف دھیان ہی کیوں دیں، ایسوں کا علاج ان کے سامنے خاموشی اور غیر موجودگی میں فراموشی اور ہر وقت ہر حال میں آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کی گرمجوشی کہ مخالف خود ہی جلتے رہیں۔

اس اعتراض کے جواب میں اگر علما کے اقوال پیش کیے جائیں تو بد مذہبوں کے نزدیک تو معاذ اللہ وہ بھی بدعتی اور مشرک ہی ہونگے کیونکہ علمانے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء لکھا ہے بلکہ اللہ پاک کا خلیفہ اکبر، ہر خشک و تر کو نوازنے والے، ہر خیر و برکت پہنچنے کا سبب اور ہر رحمت کے ملنے کا وسیلہ، ہر نعمت کے قاسم لکھا ہے۔

پھر احادیث بھی اس کے جواب میں کیا دکھائیں کہ تمام کتابیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی لکھی گئیں تو ان کے نزدیک تو سارے مصنفین بدعتی قرار پائے۔(پہلے یہ بات بیان ہو چکی کہ بد مذہبوں نے یہ دلیل دی تھی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں یہ درود نہیں تھے، اس کے جواب میں یہ باتیں بیان کی جارہی ہیں۔)

باقی رہی آیات تو اللہ پاک نے خود بغیر کسی درود کو خاص کیے بغیر کسی وقت کی قید کے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّؕ-یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا(۵۶)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (الاحزاب:56)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ کُلَّمَا وَلَعَ بِذِکْرِهِ الْفَائِزُوْنَ وَ مَنَعَ مِنْ اِکْثَارِهِ الْهَالِکُوْنَ۔

اے اللہ! جب بھی آپ کے ذکر پر بہت خوش ہوں کامیاب ہونیوالے اور جب اس کی کثرت سے انکار کریں ہلاک ہونیوالے تو درود و سلام اور برکت نازل فرما آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر۔

تو دلائل الخیرات اور درود تاج سب اس حکم کے دائرے میں داخل ہیں۔

اولا: اعتراض کرنے والے سے یہ پوچھا جائے کہ جن علمانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء لکھا ہے انہی کی کتابیں بدعت اور یہی علما بدعتی ہیں یا یہ حکم بدمذہبوں کے اپنے لوگوں کے لئے بھی ہے بالخصوص وہ سنی علما جو ان بدمذہبوں کے رشتے دار ہیں جیسے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبد الرحیم وغیرہ۔ کیا یہ حضرات زمانہ اقدس میں تھے، کیا ان کی کتابیں اس وقت لکھی گئی تھیں، انہوں نے اپنی کتابوں میں جو الگ الگ الفاظوں سے درود لکھے کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اسی طرح موجود تھے، اگر تھے تو بتائیں۔

ثانیا: یہ حکم جو بدمذہبوں نے لگایا ہے یہ صرف درود میں ہے یا بدمذہبوں کے امام کے خاندان والوں کے ایجادات کے لئے بھی ہے؟ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب قول الجمیل میں اپنے اور اپنے پیر صاحبان کے آداب طریقت اور اشغال

ریاضت کے بارے میں لکھا: ان خاص آداب اور اشغال کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت نہیں۔

شاہ عبد العزیز صاحب اس کے حاشیے میں فرماتے ہیں:"اسی طرح طریقت کے پیشواؤں نے ذکر کرنے اور اس کے لئے بیٹھنے کے مخصوص طریقوں کو ایجاد کیا ہے۔"

اس کے ترجمے میں لکھا گیا کہ ایسے کاموں کو خلاف شرع یا بدعت سیئہ سمجھنا نا سمجھی ہے۔

اسی طرح قول الجمیل میں تصور مرشد کا طریقہ لکھا ہے کہ: پیر سامنے نہ ہو تو اس کی صورت اپنے سامنے محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کرے، جو فائدے اس کی صحبت دیتی تھی اب یہ صورت دے گی۔

اس پر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ تر قریب ہے۔

مکتوبات مرزا صاحب جانجاناں میں ہے (جنھیں شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ یعنی پاکیزہ نفس اور داعی سنت نبویہ یعنی سنت نبویہ کی طرف بلانے والے لکھا ہے): دعائے حزب البحر صبح و شام کا وظیفہ اور حضرات خواجگان کا ختم شریف مشکلات کے حل کے لئے ہر روز پڑھنا چاہیے۔

ذرا اس صبح و شام اور ہر روز کے الفاظ پر نظر رہے کہ وہی ہمیشگی اور التزام ہے جسے بد مذہب منع ہونے کی وجہ قرار دیتے ہیں، یہ ان داعی سنت نے (بدعت) کا حکم دیا بلکہ اس ختم مجددی کے بارے میں لکھا: اس کے بعد صبح کے حلقے کو لازم قرار دیں۔

اسی میں ہے: اس کے بعد صبح کے حلقے کی پابندی کرنی چاہیے۔

سب جانے دیں خود بد مذہبوں کا امام صراط مستقیم میں لکھتا ہے:

ہر وقت کے مناسب اعمال اور ہر زمانے کے مطابق ریاضتیں مختلف ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ بڑوں میں سے ہر طریقے کی تحقیق کرنے والوں نے اشغال اور اعمال میں تبدیلی کی کوشش کی؛ وجہ یہی تھی کہ جو مصلحت دیکھی یا حالات کا تقاضا ہوا اس لئے اس کتاب کا ایک باب ایسے نئے اشغال کے لئے متعین کیا گیا جو اپنے اپنے وقت کی مناسبت سے شروع کئے گئے۔ للہ انصاف کیجئے، یہ لوگ کیوں نہ بدعتی ہوئے۔ اور ذرا تصور شیخ کے بارے میں تو کہیں جسے شاہ صاحب مرحوم سب راہوں سے قریب تر راہ بتا رہے ہیں۔ یہ بد مذہبوں کی شریعت سے جدا تو نہیں؟

ثالثا: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا شرک ہے تو اب جناب شاہ ولی اللہ صاحب (جو اسماعیل دہلوی کے سگے دادا اور شریعت و طریقت میں اس کے دادا پیر ہیں) کو دیکھیں انھوں نے اپنے قصیدہ نعتیہ اور اس کے ترجمے میں کیا لکھا ہے: "ہمیں نظر نہیں آتا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مصیبت کے وقت غمخواری فرماتے ہیں۔"

پھر کہا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن خوفزدوں کی جائے پناہ ہیں۔

پھر کہا:

اے مخلوق میں بہترین، اے بہترین عطا والے اور اے بہترین شخصیت، اور مصیبت کے وقت امید رکھنے والے کی مصیبت کو ٹالنے والے۔

پھر کہا:

آپ مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں۔

اپنے دوسرے قصیدہ نعتیہ ہمزیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے والا جب اپنی کمزوری کا احساس کرے تو حضور کو نہایت عاجزی اور اخلاص سے پکارے اور فریاد کرے اور حضور کی پناہ اس طرح چاہے کہ اے خدا کے رسول قیامت کے دن آپ کی عطا چاہتا ہوں آپ ہی میری ہر بلا کی پناہ ہیں۔ جبھی تو میں آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور آپ سے پناہ کا طلب گار ہوں اور میری امیدیں آپ سے ہی وابستہ ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اولیائے کرام کی روحوں کے بارے میں لکھتے ہیں: ان کی روحیں زمین و آسمان اور جنت سے ہر جگہ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اپنے دوستوں اور محبت رکھنے والوں کی دنیا اور آخرت میں مدد فرماتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں۔

مرزا صاحب جن کا ابھی تذکرہ ہوا ان کے ملفوظات میں لکھا ہے:

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے میری نسبت خاص وجہ سے ہے کہ فقیر کو ان سے خاص برکت حاصل ہے اور جس وقت کوئی عارضہ بیماری جسمانی پیش ہوتی ہے میں ان کی طرف توجہ دیتا ہوں جو باعث شفا ہو جاتی ہے۔

یہی داعی سنت نبویہ فرماتے ہیں:

حضور غوث الثقلین اپنے تمام متوسلین کے حالات کی طرف توجہ رکھتے ہیں کوئی ان کا مرید ایسا نہیں کہ اس کی طرف آپ کی توجہ نہ ہو۔

ذرا اس عبارت کا انداز دیکھیے اور لفظ مبارک غوث الثقلین پر بھی نظر کیجئے اس کے یہی معنی ہیں نا کہ انسانوں اور جنوں سب کی فریاد کو پہنچنے والے۔

اور سنیے یہی نفس زکیہ فرماتے ہیں:

ایسے ہی حضرت خواجہ نقشبند اپنے معتقدین کے حالات میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں چرواہے اور مسافر جنگل میں یا نیند کے وقت اپنے اسباب اور چوپائے گھوڑے وغیرہ حضور خواجہ نقشبند کے سپرد کر دیتے غیبی مدد ان کے ساتھ ہوتی ہے۔

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب (جو اسماعیل دہلوی کے سگے چچا اور دادا پیر ہیں) تفسیر عزیزی میں اکابر اولیا کا حال بعد انتقال لکھتے ہیں:

اولیاء اللہ بعد انتقال دنیا میں تصرف فرماتے ہیں اور ان کے استغراق کا کمال اور مدارج کے رفعت ان کو اس سمت توجہ دینے کی مانع نہیں ہے اویسی اپنے کمالات باطنی کا اظہار فرماتے ہیں اور حاجت مند لوگ اپنی مشکلات کا حل اور حاجت روائی انہیں سے طلب کرتے ہیں اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

اور شاہ صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں تو یہاں تک فرمایا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ان کی اولاد طاہرہ کو تمام لوگ پیروں مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور تکوینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ اور درود و صدقات اور نذز و نیاز ان کے نام ہمیشہ کرتے ہیں، چنانچہ تمام اولیاء اللہ کا یہی حال ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے اساتذہ جواہر خمسہ اور خاص دعائے سیفی کی اجازتیں لیتے تھے اور اپنے مریدین کو اجازتیں دیتے تھے۔ جواہر خمسہ میں ترکیب دعائے سیفی میں فرمایا: نادِ علی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھنا چاہیئے، اور وہ یہ ہے:

نَادِ عَلِیّاً مَظْہَرَ العَجَائِبِ تَجِدْہُ عَوْناً لَکَ فِی النَّوَائِبِ کُلُّ ہَمٍّ وَ غَمٍّ سَیَنْجَلِیْ بِوِلاَیَتِکَ یَاعَلِیُّ یاعَلِیُّ یاعَلِی

علی (رضی اللہ عنہ) کو پکار جن کی ذات پاک مظہر عجائب ہے، جب تو انہیں پکارے گا انہیں مصیبتوں میں اپنا مددگار پائے گا، ہر پریشانی و غم فوراً دور ہو جاتا ہے آپ کی مدد سے یا علی یا علی یا علی۔

کیوں صاحبو! یہ سب حضرات بھی ایمان طائفہ پر مشرک، بے ایمان، واجب العذاب، مستحیل الغفران تھے یا تقویۃ الایمان کی آیتیں حدیثیں امام الطائفہ کا کنبہ چھوڑ کر باقی علمائے اہلسنت ہی کو مشرک بدعت بنانے کے لئے اتری ہیں۔ اللہ ایمان وحیا بخشے۔ آمین

یہ تو مختصرا بیان کیا گیا ہے، بدعت کی بحث تو کئی علمانے تفصیلا اپنی کتابوں میں کی ہے اور اس موضوع پر ایک بہترین کتاب والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جس کا نام "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد ہ"ے۔ میں (اعلی حضرت) نے بھی مختلف رسالوں میں اس پر تفصیلی کلام کیا ہے۔ اور حضور بلا و وبا و مرض و قحط کو دور کرنے والے ہیں اس کے کئی دلائل احادیث میں موجود ہیں جو علمانے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں مگر یہاں ایک بات سمجھنے کی ہے۔

کسی کی طرف نسبت کرنے کی دو اقسام ہیں:

پہلی: حقیقی کہ جس کی طرف کسی کام کی نسبت کی جارہی ہے وہ حقیقت میں ہی اس کی طرف سے ہوتا ہو۔

دوسری: مجازی کہ کسی تعلق کی وجہ سے اس کی طرف نسبت کردیں جو حقیقت میں اس کی طرف سے نہ ہو جیسے کہتے ہیں نہر بہ رہی ہے حالانکہ حقیقت میں تو پانی بہ رہا ہوتا ہے۔

پھر حقیقی کی دو قسمیں ہیں:

پہلی: ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بغیر کسی کے عطا کے ہو۔

دوسری: عطائی کہ دوسرے نے اسے ایسے ہی دے دیا ہو جیسے حقیقت میں اسی کی طرف سے ہو چاہے دوسرے کے اندر بھی وہ صفت موجود ہو یا نہ ہو۔

ان تمام نسبتوں کی مثالیں قرآن و حدیث اور عام محاورات اور ہر مذہب و ملت میں موجود ہیں۔

مثلا: وہ انسان جو علم رکھنے والا ہو اسے عالم کہتے ہیں، قرآن میں جگہ جگہ علیم لفظ موجود ہے، یہ حقیقت عطائیہ ہے یعنی اللہ کی عطا سے وہ حقیقت میں علم سے متصف ہیں، اور اللہ پاک نے اپنے آپ کو بھی علیم فرمایا یہ حقیقت ذاتیہ ہے کہ وہ بغیر کسی کے دیے اپنی ذات سے عالم ہے۔

بے وقوف ترین شخص وہ ہے جو ان میں فرق نہ کرے۔ بدمذہبوں کے اعتراضات جو غیر اللہ سے مدد مانگنے اور ان کی طرف سے مدد ہونے اور علم غیب وغیرہ پر ہوتے ہیں وہ اسی فرق کو پیش نظر نہ رکھنے کی وجہ سے ہیں۔

امام علامہ سیدی تقی الملۃ و الدین علی بن عبد الکافی سبکی رحمۃ اللہ علیہ (جن کی امامت و جلالت میں کوئی اختلاف نہیں، یہاں تک کہ میاں نذیر حسین دہلوی اپنے ایک تصدیق شدہ فتوٰی میں انہیں بالاتفاق امام مجتہد مانا ہے) کتاب مستطاب شفاء السقام شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق و فاعل مستقل ہیں یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا، تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں غلط بیانی کرنا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

پہلا باب:

اعتراض میں جو پہلی وجہ بیان کی گئی اس کے جواب میں قرآن کی آیات اور احادیث سنئے۔

پہلی فصل آیات کریمہ میں

آیت 1:

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْؕ-

اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ انہیں عذاب دے جب تک اے حبیب! تم ان میں تشریف فرما ہو

(الانفال:33)

سبحان اللہ! ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے دافع البلاء ہیں کہ کفار سے بھی بلا دور ہونے کا سبب ہیں پھر مسلمانوں پر تو خاص رؤف ورحیم ہیں۔

آیت 2:

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ(۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔

(الانبیاء:107)

ظاہر ہے کہ رحمت یہ مصیبت کے دور ہونے کا سبب ہے۔

آیت 3:

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا(۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو اے حبیب! تمہاری بارگاہ میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (بھی) ان کی مغفرت کی دعا فرماتے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان پاتے۔ (النساء:64)

آیت کریمہ صاف بتارہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری توبہ قبول ہونے اور عذاب کے دور ہونے کا سبب ہے حالانکہ رب قادر ہے کہ ایسے ہی گناہ بخش دے مگر فرمایا کہ توبہ کی قبولیت چاہو تو ہمارے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہو۔

آیت 4:

وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍۙ-لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ(۲۵۱)

اور اگر اللہ لوگوں میں ایک کے ذریعے دوسرے کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے۔

(البقرہ:251)

مفسرین نے فرمایا کہ اللہ پاک مسلمانوں کے سبب کافروں سے اور نیکوں کی وجہ سے بدوں سے مصیبت دور فرماتا ہے۔

آیت 5:

وَ لَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـٴُـوْهُمْ فَتُصِیْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَیْرِ عِلْمٍۚ-لِیُدْخِلَ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُۚ-لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا(۲۵)

اور اگر (مکہ میں) کچھ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں نہ ہوتے جن کی تمہیں خبر نہیں (اور یہ بات نہ ہوتی) کہ تم انہیں روند ڈالوگے پھر تمہیں ان کی طرف سے لاعلمی میں کوئی ناپسندیدہ بات پہنچے گی (تو ہم تمہیں کفارِ مکہ سے جہاد کی اجازت دیدیتے۔ ان کا یہ بچاؤ) اس لیے ہے کہ اللہ اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اگر مسلمان (وہاں سے) ہٹ جاتے تو ہم ضرور ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

(الفتح:25)

یہ فتح مکہ سے پہلے کا ذکر ہے جب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عمرے کے لئے مکہ معظمہ تشریف لائے اور کافروں نے مقام حدیبیہ میں روکا اور شہر میں نہ جانے دیا اور صلح پر فیصلہ ہوا۔ بظاہر یہ اسلام کے لیے ایک نقصان کی بات تھی مگر حقیقت میں ایک بڑی نمایاں کامیابی تھی جسے اللہ پاک نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًاۙ(۱) بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح کا فیصلہ فرمادیا۔ (الفتح:1)

فرمایا، اللہ پاک نے مسلمانوں کی تسکین کے لئے یہ آیت نازل فرمائی کہ اس سال تمہیں مکہ میں داخل نہ ہونے دینے میں کئی حکمتیں تھیں۔ مکہ معظمہ میں بہت سے مرد و عورت کفار کے غلبے کی وجہ سے چھپ کر مسلمان ہوئے رہ رہے ہیں جن کی تمہیں خبر نہیں تم قہراً جاتے تو وہ بھی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے اور ان کے علاوہ بھی وہ لوگ ہیں جو ابھی کافر ہیں اور عنقریب اللہ پاک انہیں اپنی رحمت میں لے گا اسلام دے گا ان کا قتل منظور نہیں ان وجوہات سے کفار مکہ پر سے عذاب قتل و قہر موقوف رکھا گیا یہ سب لوگ الگ ہو جاتے تو ہم ان کافروں پر عذاب فرماتے۔ کیسی صریح روشن نص ہے کہ اہل اسلام کے سبب کافروں پر سے بھی بلا دفع ہوتی ہے وللہ الحمد۔

دوسری فصل احادیث عظیمہ میں

حدیث 1:

اللہ پاک فرماتا ہے: میں زمین والوں پر عذاب اتارنے کا ارادہ فرماتا ہوں جب میرے گھر آباد کرنے والے اور میرے لئے آپس میں محبت رکھنے والے اور رات کے آخری حصے میں استغفار کرنے والے دیکھتا ہوں تو اپنا غضب ان سے پھیر دیتا ہوں۔ (شعب الایمان)

حدیث 2:

حضور صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر اللہ پاک کے نمازی بندے اور دودھ پیتے بچے اور گھاس چرتے چوپائے نہ ہوتے تو بیشک عذاب تم پر سختی کے ساتھ ڈالا جاتا پھر مضبوط و محکم کر دیا جاتا۔ (المعجم الکبیر)

حدیث 3:

بیشک اللہ پاک نیک مسلمان کے سبب اس کے پڑوسیوں میں سے سو گھروں سے بلا دفع فرماتا ہے۔ (المعجم الکبیر)

حدیث4:

جو ہر روز ستائیس بار سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے وہ ان لوگوں میں سے ہو گا جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور ان کی برکت سے تمام اہل زمین کو رزق ملتا ہے۔ (کنزالعمال)

حدیث5:

کیا تمہیں مدد و رزق اپنے ضعیفوں کے علاوہ کسی اور کی وجہ سے بھی ملتا ہے۔ (بخاری)

حدیث6:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو بھائی تھے ایک کمائی کرتے، دوسرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے۔ کمانے والے نے اپنے بھائی کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی، تو فرمایا: کیا عجب کہ تجھے اس کی برکت سے رزق مل رہا ہو۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا اور اس روایت کو صحیح قرار دیا)

حدیث 7:

میری امت میں تیس ابدال ہیں انہیں سے زمین قائم ہے۔ انہیں کے سبب تم پر بارش نازل ہوتی ہے۔ انہیں کی وجہ سے تمہیں مدد ملتی ہے۔ (کنزالعمال)

نوٹ: اس سے ملتی جلتی مزید روایات بھی یہاں بیان کی ہیں۔

حدیث 8:

تین قسم کے آدمیوں نے قرآن پڑھا (دو قسمیں جن میں ایک دنیا طلب کرنے والا دوسرا بے عمل کو بیان کرکے فرمایا) ایک وہ شخص جس نے قرآن عظیم پڑھا اور دوا کو اپنے دل کی بیماری کا علاج بنایا تو اس نے اپنی رات جاگ کر اور اپنا دن پیاس یعنی روزے میں گزارا اور اپنی مسجدوں میں قرآن کے ساتھ نماز میں قیام کیا اور اپنی زاہدانہ ٹوپیاں پہنے نرم آواز سے اس کے پڑھنے میں روئے، تو یہ لوگ وہ ہیں جن کی وجہ سے اللہ پاک بلا کو دفع فرماتا اور دشمنوں سے مال و دولت و غنیمت دلاتا اور آسمان سے بارش برساتا ہے۔ خدا کی قسم قرآن کے پڑھنے والوں میں ایسے لوگ گوگرد سرخ سے بھی کمیاب تر ہیں۔ (ابن حبان)

حدیث 9:

ستارے امان ہیں آسمان کے لئے ، جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان پر وہ آئے گا جس کا اس سے وعدہ ہے یعنی آسمان کا پھٹ جانا فنا ہو جانا۔ اور میں امان ہوں اپنے اصحاب کے لئے جب میں تشریف لے جاؤں گا تو میرے اصحاب پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی مشاجرات۔ اور میرے صحابہ امان ہیں میری امت کے لیے جب میرے صحابہ نہ رہیں گے میری امت پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی جھوٹ ظاہر ہو گا اور باطل مذہب اور کفار کا غلبہ۔ (مسلم)

حدیث 10:

ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لئے پناہ۔ (احمد)

حدیث 11:

میرے رحم دل امتیوں سے حاجتیں مانگو رزق پاؤ گے اور ایک روایت میں ہے ان سے فضل طلب کرو ان کے دامن میں آرام سے رہو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔ اور

ایک اور روایت میں ہے میرے رحم دل امتیوں سے بھلائی چاہو ان کی پناہ میں چین سے رہو گے۔ (طبرانی/مستدرک)

حدیث 12:

اللہ پاک کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ پاک نے انہیں مخلوق کی حاجت روائی کے لیے خاص فرمایا ہے لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں یہ بندے عذاب الٰہی سے امان میں ہیں۔ (کنزالعمال)

حدیث 13:

جب اللہ پاک کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے۔ (شعب الایمان)

حدیث 14:

سن لو اور میں تمہارے کمر بند پکڑے ہوں کہ کہیں پے درپَے آگ میں گر نہ پڑو جیسے پروانے اور مکھیاں گرتی ہیں۔ (احمد)

اللہ اکبر! اس سے زیادہ اور کیا دفع بلا ہو گا۔

تنبیہ: کچھ احادیث جو دوسری وجہ کی دلیلیں تھیں مگر شوق کے سبب یہیں بیان کر دیں۔

حدیث15:

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: بے شک میں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی صفت تورات میں پاتا ہوں، اے نبی! یقینا ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور اپنی امت کے تمام احوال و افعال پر مطلع اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اللہ پاک اس نبی کو نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے ذریعے سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے دل کھل جائیں گے۔ (دارمی)

حدیث16:

اللہ پاک نے حضرت شعیا علیہ الصلوٰۃ و السلام کو وحی بھیجی: بیشک میں ایک نبی امی کو بھیجنے والا ہوں جس کے ذریعے سے بہرے کان اور غلاف چڑھے دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اور اس کے سبب گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا، اس کے ذریعے سے جہل کے بعد علم دوں گا، اس کے وسیلے سے گمنامی کے بعد بلند نامی دوں گا، اس کے ذریعے سے ناشناسی کے بعد شناخت دوں گا، اس کے واسطے سے کمی کے بعد کثرت دوں گا، اس کے سبب سے محتاجی کے بعد غنی کر دوں گا، اس کے وسیلے سے پھوٹ کے بعد

یکدلی دوں گا، اس کے وسیلے سے پریشان دلوں، مختلف خواہشوں، متفرق امتوں میں میل کر دوں گا۔ (الخصائص الکبری)

للہ انصاف! کتنی ہی بلائیں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے وسیلے سے دفع ہوتی ہیں وللہ الحمد۔

حدیث 17:

جب اللہ پاک نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں، میں انہیں کے واسطے سے لُوں گا اور انہیں کے وسیلے سے دوں گا، ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ہیں۔ (کنز العمال)

بحمد اللہ اسی حدیث جلیل جامع پر ختم کیجئے کہ اللہ پاک کی بارگاہ کا تمام لینا دینا اخذ و عطا سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہاتھوں ان کے واسطے سے ان کے وسیلے سے ہے، اسی کو خلافت عظمٰی کہتے ہیں۔ وللہ الحمد حمداً کثیراً۔

دیکھو! خدا اور سول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی گواہی سے رزق پانا، مدد ملنا، بارش برسنا، بلا دور ہونا، دشمنوں پر غالب آجانا، عذاب کا رک جانا، یہاں تک کہ زمین کا قیام، زمین کی

حفاظت ، مخلوق کی موت ، مخلوق کی زندگی ، دین کی عزت، امت کی پناہ، بندوں کی حاجت روائی،راحت پہنچناسب اولیاء کے وسیلے اولیاء کی برکت اولیاء کے ہاتھوں اولیاء کی وساطت سے ہے مگر مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بلا کے دور ہونے کا واسطہ مانا اور شرک پسندوں نے مشرک جانا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اور بحمد اللہ آخری تین حدیثوں نے روشن کر دیا کہ جو نعمت ملی مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وجہ سے ملی، جو بلا ٹلی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ٹلی۔ بارگاہ الٰہی کا لینا دینا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہے ہاں ہاں لا واللہ ثم باللہ ایک دفع بلا و حصول عطا کیا تمام جہان اور اس جہان کا قائم رہنا سب انہیں کے دم قدم سے ہے عالم جس طرح ابتدا میں ان کا محتاج تھا کہ لولاک لما خلقت الدنیا اگر آپ نہ ہوتے میں دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔ (تاریخ دمشق الکبیر)

یوںہی بقا میں بھی ان کا محتاج ہے، آج اگر ان کا قدم درمیان سے نکال لیں ابھی ابھی سب ختم ہو جائے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ وبارک وکرم۔

دوسرا باب:

اعتراض میں جو دوسری وجہ بیان کی گئی اس کے جواب میں دلائل۔

پہلی فصل آیات شریفہ میں

آیت 1-(6)

وَ مَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ-

اور انہیں یہی برا لگا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

(التوبہ:74)

آیت 2-(7)

وَ لَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۙ-وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ ۙ-اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ۠(۵۹)

اور (کیا اچھا ہوتا) اگر وہ اس پر راضی ہو جاتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں عطا فرمایا اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ عنقریب اللہ اور اس کا رسول ہمیں اپنے فضل سے اور زیادہ عطا فرمائیں گے۔ بیشک ہم اللہ ہی کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں۔ (التوبہ:59)

یہاں اللہ پاک نے اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ ورسول سے امید لگائے رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں.

آیت 3-(8)

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ

جس پر اللہ نے انعام فرمایا اور جس پر آپ نے انعام فرمایا۔

(الاحزاب:37)

آیت 4-(9)

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

آدمی کے لیے اس کے آگے اور اس کے پیچھے بدل بدل کر باری باری آنے والے فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔

(الرعد:11)

آیت 5-(9)

وَ یُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةًؕ-

اور وہ تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔ (الانعام:61)

ان آیات میں اللہ پاک فرشتوں کو ہماری حفاظت کرنے والا فرمارہاہے۔

آیت 6-(10)

يَاۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ(۶۴)

اے نبی! اللہ تمہیں کافی ہے اور جو مسلمان تمہارے پیروکار ہیں۔

(الانفال:64)

یہاں اللہ پاک اپنے نام پاک کے ساتھ صحابہ کرام کو ملاکر فرماتا ہے: اے نبی! اب کہ عمر اسلام لے آئے آپ کو اللہ اور یہ چالیس مسلمان کفایت کریں گے۔

آیت 7-(11)

اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ

بیشک وہ مجھے خریدنے والا شخص میری پرورش کرنے والا ہے، اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے۔

(یوسف:23)

سورہ یوسف کی مزید آیات میں بادشاہ مصر کے لئے لفظ رب آیا ہے یعنی پروش کرنے والا۔

سبحان اللہ! بادشاہ وغیرہ کو تو مجازی پرورش کے باعث اس کا رب، تیرا رب، میرا رب کہنا صحیح ہو، اور مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا شرک۔

آیت 8-(12)

وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْۚ-وَ اِذْ تُخْرِ جُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْۚ

اور جب تو میرے حکم سے مٹی سے پرندے جیسی صورت بنا کر اس میں پھونک مارتا تھا تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتی اور تو میرے حکم سے پیدائشی نابینا اور سفید داغ والے مریض کو شفا دیتا تھا اور جب تو میرے حکم سے مردوں کو زندہ کرکے نکالتا۔

(المائدہ:110)

بلا دور کرنے اور اندھوں اور داغ والوں کو شفا دینے میں کتنا فرق ہے۔

آیت 9-(13)

اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِۚ-وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِۚ-وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَۙ-فِیْ بُیُوْتِكُمْؕ-اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَۚ(۴۹) وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ

میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے جیسی ایک شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونک ماروں گا تو وہ اللہ کے حکم سے فوراً پرندہ بن جائے گی اور میں پیدائشی اندھوں کو اور کوڑھ کے مریضوں کو شفا دیتا ہوں اور میں اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تمہیں غیب کی خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو، بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اور مجھ سے پہلے جو توریت کتاب ہے اس کی تصدیق کرنے والا بن کر آیا ہوں اور اس لئے کہ تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کی گئی تھیں۔

(آل عمران:49اور50)

سبحان اللہ ! عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام جو فرمارہے ہیں میں خلق کرتا ہوں، شفا دیتا ہوں، مردے زندہ کرتا ہوں، بعض حراموں کو حلال کر دیتا ہوں۔ ان اسنادوں کی نسبت کیا حکم ہوگا؟

آیت10-(14)

اَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىٕكُمْؕ

اور تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں اور تمہارے بندوں اور کنیزوں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کر دو۔ (النور:32)

یہاں اللہ پاک ہمارے غلاموں کو "ہمارا بندہ" فرمارہا ہے۔ اللہ کی شان زید کا بندہ، عمرو کا بندہ، اُس کا بندہ، اِس کا بندہ اللہ فرمائے رسول فرمائے صحابہ فرمائیں ائمہ فرمائیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بندہ کہا اور شرک فروشوں نے حکم شرک لگا دیا۔

آیت 11-(15)

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ٘-یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْؕ-

وہ جو اس رسول کی اتباع کریں جو غیب کی خبریں دینے والے ہیں، جو کسی سے پڑھے ہوئے نہیں ہیں، جسے یہ (اہلِ کتاب) اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور انہیں برائی سے منع کرتے ہیں اور ان کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال فرماتے ہیں اور گندی چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں اور ان کے اوپر سے وہ بوجھ اور قیدیں اتارتے ہیں جو ان پر تھیں۔

(الاعراف:۱۵۷)

جان جہان وجہان جان اس جان جان وجان ایمان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاک مبارک ہاتھوں پر قربان جس نے ہماری پیٹھوں سے بھاری بوجھ اتار لئے ہماری گردنوں سے تکلیفوں کے طوق کاٹ دئے۔ للہ انصاف! اور دافع بلا کسے کہتے ہیں؟ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم).

آیت12-(16)

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَؕ۠(۱۵۱)

جیسا کہ ہم نے تمہارے درمیان تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور تمہیں کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جو تمہیں معلوم نہیں تھا۔

(البقرہ:151)

آیت13-(17)

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۚ- وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ(۱۶۴)

بیشک اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا جب ان میں ایک رسول مَبعوث فرمایا جو انہی میں سے ہے۔ وہ ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ اس سے پہلے یقینا کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

(آل عمران:164)

آیت14-(18)

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۗ-وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍۙ(۲)وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْؕ-وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ(۳)ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُؕ- وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ(۴)

وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتا ہے اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔اور ان سے (بعد والے) دوسرے لوگوں کو (بھی یہ رسول پاک کرتے اور علم دیتے ہیں) جو ان (موجودہ لوگوں) سے ابھی نہیں ملے اور وہی بہت عزت والا، بڑا حکمت والا ہے۔یہ اللہ کا فضل ہے وہ اسے جسے چاہے دے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

(الجمعہ:2سے4)

الحمدللہ ! اس آیت کریمہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا عطا فرمانا، گناہوں سے پاک کرنا، ستھرا بنانا صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے خاص نہیں بلکہ قیامت قائم ہونے تک تمام امت حضور کی ان نعمتوں اور حضور کی نظر رحمت سے حصہ پاتی رہے گی۔

الحمدللہ ! قرآن عظیم میں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ان تعریفوں کا اس قدر اہتمام ہے کہ چار جگہ یہ اوصاف بیان فرمائے دو جگہ سورہ بقرہ، تیسرے آل عمران، چوتھے سورہ جمعہ، اور اسکے آخر میں تو وہ پیارے کلمے ارشاد ہوئے جنہوں نے ہم کمزوروں کی تقدیر جگادی اور بیمار دلوں پر بجلی گرادی۔

آیت 15-(19)

جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے تھے اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے، تو آیت اُتری

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْؕ-اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْؕ-وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ(۱۰۳)

اے حبیب! تم ان کے مال سے زکوٰۃ وصول کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔(التوبہ:103)

دیکھو حضور دافع البلا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں گناہوں سے پاک کیا اور حضور نے گناہ کی مصیبت ان کے سروں سے ٹالی، اور جب حضور کی دعا ان کے دلوں کا چین ہوا تو یہی تکلیف کو دور کرنا ہے۔

آیت16-(20)

لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًاۘ(۸۷)

لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جس نے رحمٰن کے پاس عہد لے رکھا ہے۔

(مریم:87)

اس میں اللہ پاک اپنے محبوبوں کو شفاعت کا مالک بتاتا ہے۔

آیت17-(21)

وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا(۵)

اور کم عقلوں کو ان کے وہ مال نہ دو جسے اللہ نے تمہارے لئے گزر بسر کا ذریعہ بنایا ہے اور انہیں اس مال میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو۔

(النساء:5)

اس میں فرمایا کہ تم رزق دو۔

آیت18-(22)

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًاۘ(۵)

پھر کائنات کا نظام چلانے والوں کی قسم۔(النازعات:۵)

یہ صفت بھی بالذات ذات الٰہی کی ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا:

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ کام کی تدبیر فرماتا ہے۔

(السجدہ:5)

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ مدبرات الامر فرشتے ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے جو اللہ پاک نے انہیں سکھایا، عبد الرحمن بن سابط نے فرمایا: دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبریل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم السلام۔ جبریل تو ہواؤں اور لشکروں پر مؤکل ہیں (کہ ہوائیں چلانا، لشکروں کو فتح وشکست دینا ان کا کام ہے) اور میکائیل بارش ونباتات پر مقرر ہیں۔ (کہ بارش برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں) اور عزرائیل روح نکالنے پر مقرر ہیں۔ اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں علیہم السلام اجمعین۔

حدیث میں فرمایا: القرآن ذو وجوہ یعنی قرآن کی آیات کے ایک سے زیادہ معانی بھی ہوتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں قرآن عظیم اپنے ہر معنی پر دلیل ہے۔ علماء کرام ہمیشہ قرآن کے تمام معنی سے دلیل پکڑتے رہے ہیں۔ اور یہ بات قرآن مجید کے معجزہ ہونے کی وجوہات میں سے عظیم ترین وجہ ہے۔

اب اس آیت کریمہ کے دوسرے معنی لیجئے، تفسیر بیضاوی شریف میں ہے: ان آیات کریمہ میں اللہ پاک اولیاء کرام کی روحوں کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتی

ہیں کہ جسم سے شدت کے ساتھ نکل کر عالم ملکوت کی طرف تیزی سے جاتی ہیں اور تازگی حاصل کرلیتی ہیں پھر اپنی بزرگی و طاقت کے سبب عالم کے معاملات کی تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں۔

علامہ احمد بن محمد شہاب خفاجی عنایۃ القاضی و کفایۃ الراضی میں امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی وامام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ سے اس معنی کی تائید میں نقل فرماتے ہیں: یہ اس لئے کہا گیا کہ جب تم کاموں میں پریشان ہو تو مزارات اولیاء سے مدد مانگو۔ مگر یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔ اور اسی لئے مزارات سلف صالحین کی زیارت اور انہیں اللہ پاک کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اگرچہ ہمارے زمانے میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے اور خدا ہی کی طرف ان کے فساد کی فریاد ہے۔

ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ صفت اللہ پاک کی ہے، یہ خاص صفت اسی کی ہے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَؕ-فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُۚ-فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ(۳۱)

تم فرماؤ: آسمان اور زمین سے تمہیں کون روزی دیتا ہے؟ یا کان اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے کون نکالتا ہے؟ اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ تو اب کہیں گے: " اللہ "۔ تو تم فرماؤ تو تم ڈرتے کیوں نہیں؟ (یونس:31)

قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے کہ یہ صفت اللہ پاک کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافر مشرک تک اس کا خاص ہونا جانتے ہیں ان سے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کرنے والا کون ہے، تو اللہ ہی کو بتائیں گے دوسرے کا نام نہ لیں گے اور اللہ پاک خود ہی اس صفت کو اپنے مقبول بندوں کیلئے ثابت فرماتا ہے کہ: "قسم ان محبوبان خدا کی جو عالم میں تدبیر و تصرف کرتے ہیں۔"

اے بدمذہبوں جب تک ذاتی و عطائی کے فرق پر ایمان نہ لاؤ گے کبھی قرآن و حدیث کو نہیں سمجھ سکو گے، اور اس پر ایمان لاتے ہی یہ تمہارے شرک کے فتوے جو تدبیر و تصرف (اولیاء کرام کے اختیارات) واستمداد و استعانت (اولیاء سے مدد مانگنا) و دافع البلاء (بلاء دور کرنے والے ہوتے ہیں) و حاجت روا (حاجت پوری کرتے ہیں) و مشکلکشا (مشکل حل کر دیتے ہیں) و علم غیب (غیب کا علم رکھتے ہیں) و ندا (ان کو پکارنا) وغیرہا سے متعلق ہیں سب ختم ہو جائیں گے۔

آیت 19-(23)

قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ (۱۱)

تم فرماؤ: تمہیں موت کا فرشتہ وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف واپس کئے جاؤ گے۔

(السجدہ:11)

آیت 20-(24)

تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا

ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں۔(الانعام:61)

حالانکہ خود فرماتا ہے:

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ

اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت وفات دیتا ہے۔(الزمر:42)

آیت 21-(25)

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا(١٩)

(جبریل نے مریم سے کہا) تاکہ میں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔ (مریم:19)

اللہ اللہ ! اب تو جبریل بیٹا دے رہے ہیں۔ بھلا بد مذہبوں کے یہاں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہو گا؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بد مذہب تو اسی کو روتے تھے کہ محمد بخش، احمد بخش نام رکھنا شرک ہے یہاں قرآن عظیم سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جبریل بخش بتا رہا ہے۔

آیت22-(26)

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَۚ-وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ(۴)

تو بیشک اللہ خود ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مددگار ہیں۔(التحریم:4)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: یہ نیک مسلمان ابو بکر صدیق و عمر فاروق ہیں رضی اللہ تعالی عنہما ہیں۔

بدمذہبوں! تمہارے نزدیک تو معاذ اللہ کیسا کھلا شرک ہوا کہ قرآن نے خدا کی خاص مدد کی صفت کو رسول و صالحین کے لیے ثابت کیا جسے قرآن ہی کئی جگہ فرما چکا تھا کہ یہ اللہ کے سوا دوسرے کی صفت نہیں، مگر اللہ کے کرم سے اہل سنت دونوں آیتوں پر ایمان لاتے اور ذاتی اور عطائی کا فرق سمجھتے ہیں، اللہ پاک بالذات مددگار ہے، یہ صفت دوسرے کی نہیں، اور رسول و اولیاء اللہ کے قدرت دینے سے مددگار ہیں، اب اتنا اور سمجھ لیجئے مدد کس چیز کے لیے ہوتی ہے؟ دفع بلاء کے لئے۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور اللہ کے مقبول بندے قرآن کی نص سے مسلمانوں کے مددگار ہیں تو قطعاً دافع البلاء بھی ہیں، اور فرق وہی ہے کہ اللہ سبحانہ بالذات دافع البلاء ہے اور انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء اللہ کی عطا سے۔

پانچ آیات تورات، انجیل اور زبور مقدسہ سے

1-تورات شریف: یٰایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدًا و مبشراً و نذیرا حرزاً للامیین (الٰی قولہٖ تعالٰی)یعفو و یغفر

اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور بے پڑھوں کے لیے پناہ(اللہ پاک کے اس فرمان تک کہ)معاف کرتا ہے اور مغفرت فرماتا ہے۔ (بخاری)

حرز یعنی پناہ بھی اللہ پاک کی صفات میں سے ہے۔ حدیث میں ہے:یا حرز الضعفاء یاکنز الفقراء یعنی اے ضعیفوں کی پناہ!اے غریبوں کے خزانے!

علامہ زرقانی شرح مواہب شریف میں فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پناہ دینے والے ہیں مگر اللہ پاک نے حضور کو بطور مبالغہ خود پناہ کہا(جیسے عادل کو عدل یا عالم کو عِلم کہتے اور اس وصف کی وجہ یہ ہے کہ) حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دنیا وآخرت میں اپنی امت کے محافظ ونگہبان ہیں۔

2-تورات شریف:

جناب شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے یں تورات کے سفر چہارم میں ہے:

ان ھاجرۃ تلد ویکون من ولدھا من یدہ فوق الجمیع وید الجمیع مبسوطۃ الیہ بالخشوع

اللہ تعالٰی نے ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام سے فرمایا بیشک ہاجرہ کے ہاں اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب کے اوپر ہے اور سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑگڑانے میں۔

وہ کون؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ قربان تیرے اے بلند ہاتھ والے، اے دو جہان کے اجالے۔

3-زبور شریف: تحفہ اثنا عشریہ میں زبور شریف سے منقول ہے:

یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک من اجل ذٰلک ابارک علیک فتقلد السیف فان بھائک وحمدک الغالب (الٰی قولہٖ) والامم یخرون تحتک کتاب حق جاء اللہ بہ من الیمن والتقدیس من جبل فاران وامتلاءت الارض من تحمید احمد و تقدیسہ وملک الارض و رقاب الامم

اے احمد! رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر میں اس لئے تجھے برکت دیتا ہوں، تو اپنی تلوار حمائل کر کیونکہ تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے، سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی، اللہ کے پاس سے سچی کتاب لایا برکت و پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے، احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے زمین بھر گئی، احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

4-تورات شریف: حضرت ام الدرداء سے راویت ہے میں نے کعب احبار سے پوچھا: تم تورات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت کیا پاتے ہو؟ کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف تورات مقدس میں یوں ہے: محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے، نہ سخت مزاج ہیں نہ سخت گو، نہ بازاروں میں چلّانے والے، انہیں ہر خزانے کی چابیاں دی گئی ہیں تاکہ اللہ پاک ان کے ذریعہ سے اندھی آنکھیں دیکھنے والی اور بہرے کان سننے والے اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کر دے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس کا ساتھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔

5-انجیل شریف: نہ سخت دل ہیں نہ بدمزاج، نہ بازاروں میں شور کرنے والے، انہیں چابیاں عطا ہوئی ہیں۔(باقی عبارت مثل تورات مبارک ہے)

احادیث طیبات

1- میں سو رہا تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔(بخاری / مسلم)

2- مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا، رعب سے میری مدد فرمائی گئی(کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپے)اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں، الحدیث۔(احمد)

3–بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب حضور میرے پیٹ شریف سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں، پھر ایک سفید بادل نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے، پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے اور سرسبز وتر و تازہ لکڑی کی تین چابیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ مدد کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، سب پر محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا۔ پھر اور بادل نے آکر حضور کو ڈھانپا کہ میری نظر سے چھپ گئے۔ پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی زمین وآسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (الخصائص الکبری)

نوٹ: اس سے ملتی جلتی کئی روایات یہاں بیان کی گئی ہیں۔

4– قیامت کے دن اللہ پاک سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا دو منبر نور کے لاکر عرش کے سیدھی اور دوسری طرف بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص چڑھیں گے، داہنے والا پکارے گا: اے جماعات مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان جنت کا خازن ہوں مجھے اللہ پاک نے حکم دیا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دوستوں

کو جنت میں داخل کریں۔ سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ پھر دوسری طرف والا پکارے گا: اے مخلوق کے گروہ! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک جہنم کا داروغہ ہوں مجھے اللہ پاک نے حکم دیا کہ دوزخ کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں، سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ (کتاب الاکتفاء فی فضل الاربعہ الخلفاء)

فصل دوم احادیث کریمہ میں

1– جب ابن جمیل نے زکوٰۃ دینے میں کمی کی تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن جمیل کو کیا بُرا لگا یہی نا کہ وہ محتاج تھا اللہ ورسول نے اسے غنی کر دیا۔ (بخاری)

2– جس کا کوئی حفاظت کرنے والا نہ ہو اللہ ورسول اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (ترمذی)

3– جب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یتیم بچوں کو یاد فرمایا وہ حاضر ہوئے حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسے بیان کر کے فرماتے ہیں: میری ماں نے حاضر ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہماری یتیمی کی شکایت عرض کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہو حالانکہ میں دنیا و آخرت میں ان کا مددگار ہوں۔ (احمد)

4- جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کسی کے مال نے وہ نفع نہ دیا جو ابو بکر کے مال نے دیا۔ تو صدیق اکبر رونے لگے اور عرض کی: یارسول اللہ میری جان ومال کا مالک حضور کے سوا کون ہے۔ (احمد)

5- جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غزوہ حنین کے دن بنی ہوازن کے بچوں اور عورتوں کو قید فرمایا اور مال و غلام و کنیز مجاہدین پر تقسیم فرمادئے اب قبیلے کے سردار اپنے اہل و عیال و اموال حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے مانگنے کے لئے حاضر ہوئے، زُہیر بن صرد جشمی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: (۱) یارسول اللہ! ہم پر احسان فرمایئے اپنے کرم سے، حضور ہی وہ مرد کامل و خصوصیات کے حامل اور اچھے اخلاق والے ہیں جس سے ہم امید کریں اور جسے مصیبت کے وقت کے لئے ذخیرہ بنائیں۔

(۲) احسان فرمایئے اس خاندان پر کہ تقدیر جس کے آڑے آئی اس کی جماعت بکھر گئی اس کے وقت کی حالتیں بدل گئیں۔ (۳) یہ بدحالیاں ہمیشہ کے لئے ہم میں غم کے وہ مرثیہ خواں باقی رکھیں گی جن کے دلوں پر رنج و غیظ لوٹتا رہے ہو گا۔ (۴) اور حضور کی نعمتیں جنہیں حضور نے عام فرمادیا ہے ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانہ نہیں اے تمام جہان سے زیادہ عقل والے! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم)

یہ اشعار سن کر رحمت والے آقا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میرے اور بنی عبد المطلب کے حصے میں آیا وہ میں نے تمہیں بخش دیا۔ قریش نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے

اور اس کے رسول کا ہے۔ انصار نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے۔ (المعجم الکبیر)

6- ایک اعرابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:

(1) ہم آپ کی بارگاہ میں شدت قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں (جنہیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں غریبی کی وجہ سے کام کرنے والی رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) ان کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں۔(۲) جوان طاقتور کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو کمزوری سے عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی بات نہیں نکلتی۔

(۳) اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں، اور مخلوق کو بھی پناہ لینے کی جگہ کہاں ہے رسولوں کی بارگاہ کے علاوہ؟

یہ فریاد سن کر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بہت جلدی سے منبر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور دونوں ہاتھ مبارک بلند فرما کر اپنے رب سے پانی مانگا، ابھی وہ مبارک ہاتھ بلند ہی تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ اُمڈا اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یارسول اللہ! ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "حوالینا لاعلینا" ہمارے گرد برس ہم پر نہ برس، فوراً بادل مدینے پر سے کھل گیا، آس پاس گھرا تھا اور مدینہ طیبہ سے صاف تھا۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا:۔۔۔۔اس وقت ابو طالب زندہ

ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے۔ مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ نے عرض کی: یارسول اللہ! شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے نعت اقدس میں عرض کئے تھے:(۱)وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے میں بادل کا پانی مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کے جائے پناہ، بیواؤں کے محافظ

(۲) بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں انکے پاس ان کی نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی۔ (دلائل النبوۃ)

یہ حدیث پاک الحمد للہ شروع سے آخر تک مومنین کے لئے شفا اور منافقین کے لئے تکلیف کا باعث ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پسندیدہ اشعار میں یہ الفاظ خاص ہمارے اس رسالے کا مقصد ہیں کہ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں۔ خلق کیلئے جائے پناہ نہیں سوا بارگاہ انبیاء علیہم الصلوۃ والثناء کے، وہ گورے رنگ والا پیارا جس کے چاند سے منہ کے صدقے میں بارش کا پانی اترتا ہے، وہ یتیموں کا حافظ، وہ بیواؤں کا نگہبان ، وہ حفاظت کی جگہ کہ بڑے بڑے تباہی کے وقت اسکی پناہ میں آکر اس کی نعمت اس کے فضل سے چین پاتے ہیں۔

7– جب جعرانہ کے اموال غنیمت حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسم نے قریش اور دیگر عرب والوں کو عطا فرمائے اور انصار کرام کو اس میں سے کوئی چیز نہ ملی تو (اس خیال سے کہ شاید حضور اقدس

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ہم پر اب وہ نظر توجہ و کرم نہ رہی شاید اب اپنی قوم قریش کی طرف زیادہ توجہ فرمائیں تو عاشقوں کے طریقے کے مطابق کہ دوسروں پر زیادہ توجہ دیکھ کر رنجیدہ ہوتے ہیں) ملال گزرا یہاں تک بعض کی زبان پر بعض شکایت والے الفاظ آئے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو اس بات کو پسند نہ فرمایا، انھیں جمع کر کے ارشاد فرمایا: کیا میں نے تمھیں گمراہ نہ پایا تو اللہ پاک نے تمھیں راہ دکھائی، کیا میں نے تمھیں محتاج نہ پایا تو اللہ پاک نے تمھیں کشادگی عطا فرمائی۔ انصار کرام ہر جملے پر عرض کرتے جاتے تھے: "ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اللہ کے غضب اور رسول اللہ کے غضب سے۔ فرمایا: جواب کیوں نہیں دیتے؟

انصار نے عرض کی: اللہ ورسول کا احسان زائد ہے اور اللہ ورسول کا فضل بڑا ہے۔ حضور نے فرمایا: تم چاہو تو جواب دے سکتے ہو۔ انصار کرام روئے اور بار بار عرض کرنے لگے: اللہ ورسول کا احسان زائد ہے اور اللہ ورسول کا فضل بڑا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

8-یقین جان لو کہ زمین کے مالک اللہ ورسول ہیں۔ (بخاری)

9- حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راویت ہے: ہم حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اچانک ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا یہاں تک کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سر مبارک کے قریب آکر کھڑا ہوا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اے اونٹ! ٹھہر اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لیے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا نقصان تجھ پر ہے، اس کے ساتھ یہ بات ضرور ہے کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ پاک نے اس کے

لیے امان رکھی ہے اور جو ہماری بارگاہ میں التجا لائے وہ بد نصیبی سے آزاد ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے؟ فرمایا: اس کے مالکوں نے اسے حلال کر کے کھانے کا ارادہ کیا تھا یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا اور تمہارے نبی کے حضور فریاد لایا ہے۔ ہم یوں ہی بیٹھے تھے کہ اتنے میں اس کا مالک یا کہا اس کے مالک دوڑتے آئے، اونٹ نے جب انہیں دیکھا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس آ گیا اور حضور کی پناہ پکڑی، اس کے مالکوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے آج حضور کے پاس ملا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: سنتے ہو اس نے میری بارگاہ میں شکایت کی ہے اور بہت ہی بری شکایت ہے۔ وہ بولے: یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہارے پاس پلا گرمی میں اس پر سامان لاد کر سبزہ ملنے کی جگہ تک جاتے اور سردیوں میں گرم مقام تک جاتے ہو، جب وہ بڑا ہوا تو تم نے اسے سانڈ بنالیا۔ اللہ پاک نے اس کے نطفے سے تمہارے لئے بہت اونٹ کر دیے جو چرتے پھرتے ہیں، اب جو اسے یہ سکون کا سال آیا تو تم نے اسے ذبح کر کے کھالینا چاہا۔ وہ بولے: یارسول اللہ! خدا کی قسم! یونہی ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا نیک خادم کا بدلہ اس کے مالکوں کی طرف سے یہ نہیں ہے۔ وہ بولے: یا رسول اللہ! تو ہم اسے نہ بیچیں گے نہ ذبح کریں گے۔ فرمایا: غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس کی فریاد نہیں سنی اور میں تم سے زیادہ اس کا مستحق ہوں کہ فریادی پر رحم فرماؤں۔ اللہ پاک نے منافقوں کے دلوں سے رحم نکال لیا اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھا ہے، پس حضور اقدس

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے وہ اونٹ ان سے سو میں خرید لیا اور اس سے ارشاد فرمایا: اے اونٹ! چلا جا کہ تو اللہ پاک کے لئے آزاد ہے۔ یہ سن کر اس نے سر اقدس پر اپنی بولی میں کچھ آواز کی۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے آمین کہی۔ اس نے دوبارہ آواز کی حضور نے پھر آمین کہی۔ اس نے تیسری بار عرض کی حضور نے پھر آمین کہی اس نے چوتھی بار کچھ آواز کی اس پر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے گریہ فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: اس نے کہا اے نبی اللہ! اللہ پاک حضور کو اسلام و قرآن کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے میں نے کہا آمین، پھر اس نے کہا اللہ پاک قیامت کے دن حضور کی امت سے خوف دور کرے جس طرح حضور نے میرا خوف دور کیا میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا پاک حضور کی امت کے خون ان کے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے جیسا حضور نے میرا خون بچایا، میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ پاک امت کی سختی انکے آپس میں نہ رکھے (آپس کے قتل وغارت سے دور رہیں)، اس پر میں نے گریہ فرمایا کہ یہ سب مرادیں میں اپنے رب عزوجل سے مانگ چکا اور اس نے مجھے عطا فرمادیں مگر یہ آخری منع فرمادی اور مجھے جبرائیل امین علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ پاک کی طرف سے خبر کر دی کہ میری امت کی فنا تلوار سے ہے۔ جو ہونے والا ہے اس پر قلم چل چکا۔ (الترغیب والترہیب)

میں (اعلی حضرت) نے اس رسالے کو مختصر کرنے کی وجہ سے اکثر احادیث کا خلاصہ لکھا یا صرف وہ حصہ ذکر کیا جس سے مجھے دلیل پکڑنی تھی۔ یہ حدیث پاک نبی پاک صلی اللہ علیہ کے اعلی

معجزے کو بیان کرنے والی تھی اس لئے پوری ذکر کی، یہاں الفاظ بھی کتنے پیارے ہیں کہ جو ہماری پناہ لے اللہ پاک اسے پناہ دیتا ہے اور جو ہم سے التجا کرے بد نصیب نہیں رہتا۔ الحمد للہ رب العالمین اور خدا جانے دافع البلا کس چیز کا نام ہے۔

10- چالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم آپس میں بیٹھے تقدیر کے مسئلے میں بحث کرنے لگے ان میں صدیق و فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی تھے۔ روح امین جبریل علیہ السلام نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! حضور اپنی امت کے پاس تشریف لے جائیں کہ انہوں نے نئی راہ نکالی۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایسے وقت باہر تشریف لائے کہ وہ وقت حضور کی تشریف آوری کا نہ تھا۔ صحابہ سمجھے کوئی نئی بات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر اس حالت میں تشریف لائے کہ رنگ چہرہ اقدس کا (شدت جلال سے) دہک رہا ہے، دونوں رخسارہ مبارک گلاب کی طرح سرخ ہیں گویا انار ترش کے دانے پھوٹ نکلے ہیں، صحابہ کرام یہ دیکھتے ہی حضور کی طرف (عاجزی کے ساتھ) کلائیاں کھولے ہاتھ تھرتھراتے کانپتے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہم اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔ (المعجم الکبیر)

اس سے ثابت کہ ہوا کہ صدیق و فاروق اور ان کے علاوہ اکتالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے توبہ کرنے میں اللہ پاک کے نام کے ساتھ اس کے نائب اکبر نبی التوبہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا

نام پاک بھی ملایا اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبول فرمایا حالانکہ توبہ بھی اصل اللہ پاک کا حق ہے۔ (مسند احمد)

11- جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی توبہ قبول ہوئی انہوں نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنی قوم کا محلہ جس میں مجھ سے خطا ہوئی وہ چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے اللہ و رسول کے نام پر صدقہ کر کے باہر آتا ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابولبابہ! مال کا تیسرا حصہ کافی ہے۔ انہوں نے تیسرا حصہ مال کا اللہ و رسول کے لئے صدقہ کر دیا۔ (المعجم الکبیر)

12- حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنھا اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ! ان دونوں کو کچھ عطا فرمائیے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں منظور ہے۔ حسن کو تو میں نے اپنا حلم اور ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا۔ (ابن عساکر)

ایک روایت میں ہے کہ حسن کو ہیبت و بردباری عطا کی اور حسین کو محبت و رضا کی نعمت۔ (کنز العمال)

13- میں احمد ہوں، میں محمد ہوں، میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا، میں ماحی ہوں کہ اللہ پاک میرے ذریعے سے کفر کی بلا دور فرماتا ہے۔ (المعجم الکبیر)

یہ نام ماحی بھی ہمارے رسالے کی دلیل ہے کہ معاذ اللہ کفر سے بڑھی اور کیا بلا ہے، تو جو پیارا کفر کو مٹانے والا ہے اس سے بڑھ کر کون دافع البلاء ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ مگر اس نام پاک حاشر (قیامت کے دن سب کو جمع کرنے والا) کی نسبت کے بارے میں بد مذہب بتائیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ کیا فرمارہے ہیں کہ میں حشر دینے والا ہوں میں اپنے قدموں پر مخلوق کو حشر دوں گا۔ تم نے تو قرآن مجید میں یہ پڑھا ہو گا کہ قیامت میں سب کو جمع کرنا اللہ کی شان ہے، یہاں بھی تمہارا امام الطائفہ یہی کہے گا کہ نبی نے اپنے آپ کو خدا کی شان میں ملا دیا، خدا کی شان تم لوگ ابھی خدا کی شان ہی کے معنی نہ سمجھے، نبی کی سب شانیں خدا کی شان ہیں، تو خدا کی بعض شانیں ضرور نبی کی شان ہیں ہاں وہ شان جس سے خدائی لازم آئے نبی کے لیے نہیں ہو سکتی، بلا دور کرنا یا ندا کو سننا یا فریاد کو پہنچنا یا مراد کا دینا وغیرہ معاملات اللہ کی عطا سے مانے جاتے ہیں۔

14– میرا نام قرآن میں محمد اور انجیل میں احمد اور تورات میں احید ہے اور میرا نام احید اس لئے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔ (تاریخ دمشق الکبیر)

بد مذہبو! تمہارے نزدیک احید پیارا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دافع البلاء تو ہے ہی نہیں، کہہ دو کہ وہ تم سے جہنم کی آگ بھی دور نہ فرمائیں اور بظاہر امید تو ایسی ہی ہے کہ جو جس نعمت الٰہی کا منکر ہوتا ہے اس نعمت سے محروم رہتا ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے: انا عند ظن عبدی بی۔ میں اپنے بندے سے اس کے گمان کے موافق معاملہ فرماتا ہوں۔ (مسند احمد بن حنبل)

جب تمہارا گمان یہ ہے کہ محمد مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دافع بلا نہیں تو تم اسی کے مستحق ہو کہ وہ تمہارے لئے دافع البلاء نہ ہوں۔ ایک بار فقیر (اعلی حضرت) کے یہاں اس مسئلہ کا ذکر تھا کہ ایک فرقہ دیدار الہی کا منکر ہے اور دوسرا شفاعت نبوی کا۔ فقیر (اعلی حضرت) نے کہا ایک یہی اختلافی مسئلہ ہے جس میں ہم اور وہ دونوں ہی ایک وقت میں سچے ہیں ہم کہتے ہیں اللہ کا دیدار ہو گا اور ہم حق کہتے ہیں ان شاء اللہ ہمیں ہو گا، جو کہتے ہیں نہ ہو گا وہ سچ کہتے ہیں ان شاء اللہ انہیں نہیں ہو گا، ہم کہتے ہیں شفاعت مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حق ہے اور ہم بالکل حق پر ہیں ان کے کرم سے ہمارے لئے ہو گی، جو کہتے ہیں کہ شفاعت ناممکن ہے، اور وہ ٹھیک کہتے ہیں امید ہے کہ انکے لئے نہ ہو گی۔ مصرعہ ہے کہ: اگر تجھ پر حرام ہے تو حرام رہے۔

نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: قیامت کے دن میری شفاعت حق ہے تو جو اس پر یقین نہ لائے وہ اس کے لائق نہیں۔ (کنز العمال)

خلاصہ یہ کہ وہ تمہارے لئے دافع البلاء نہ سہی مگر خدا کی قسم ہمارا ٹھکانا تو ان کی بارگاہ کے سوا نہیں۔ اے اللہ! اس حبیب کو ہر معاملے کی چابی عطا فرما اس کے رخ زیبا پر درود کی بارش برسا، جس ہاتھ سے ہم نے اس کا دامن کرم تھاما ہے ہرگز ہم کو دوسروں کا دست نگر نہ بنا۔

؎ تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

15- بیشک تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں جو ضعف و سستی سے پاک ہیں تاکہ وہ رسول غلاف چڑھے دل زندہ فرمادیں، اور وہ رسول اندھی آنکھیں کھول دیں، اوروہ رسول بہرے کانوں کو سماعت بخش دیں، اور وہ رسول ٹیڑھی زبانوں کو سیدھا کردیں، یہاں تک کہ لوگ کہہ دیں کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں۔ (دارمی)

16- جب ہوازن کا وفد حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے مالوں اور اہل و عیال جو مسلمان غنیمت میں لائے تھے حضور سے مانگے اور احسان کے طالب ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہونا اوریوں کہنا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مدد طلب کرتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے بارے میں۔ (سنن النسائی)

حدیث فرماتی ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خود تعلیم فرمائی کہ ہم سے مدد چاہنا نماز کے بعد یوں کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مدد چاہتے ہیں۔ بدمذہب کہتے ہیں کہ زندگی میں تو مدد چاہنا جائز ہے مگر بعد وفات شرک ہے، یہ فرق بدمذہبوں کی صرف جہالت ہی نہیں بلکہ واضح گمراہی ہے، ہمارے نزدیک تو انبیاء کرام علیہم السلام اپنی حقیقی دنیاوی جسمانی زندگی کے ساتھ حیات ہیں مگر اس بات سے قطع نظر جو بات بدمذہب کرتے ہیں اس پر غور کیا جائے تو جو بات اللہ پاک کے لئے خاص ہو چکی اور غیر خدا کے ساتھ شرک ثابت ہو چکی تو اب اس میں حیات و موت قریب اور دور کسی چیز کا بھی فرق کیسے کیا جا سکتا ہے؟ کیا موت کے بعد ہی اللہ

پاک کے ساتھ شرک ہو گا؟ زندگی میں نہیں ہو گا؟ کیا حیات میں معاذ اللہ شرک جائز اور بعد وفات کفر رہے گا؟ یہ پاگل پن بدمذہبوں کو ہر جگہ جاگتا ہے اور اسی نے انہیں توحید کی غلط فہمی میں رکھ کر الٹا مشرک بنا دیا۔ ایک بات کو شرک کہیں گے پھر پھر کبھی موت و حیات کا فرق کریں گے کبھی دور اور قریب ہونے کا کبھی کسی اور وجہ کا، اس کا حاصل یہ نکلا کہ یہ انوکھے توحید پرست ہیں۔

نوٹ: یہاں اعلی حضرت کی مشکل عبارت کو مکمل اپنے الفاظوں میں بیان کیا ہے۔

17– سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ وہ فوراً ٹھہر گیا۔ (المعجم الاوسط)

اس حدیث حسن کا واقعہ اس حدیث صحیح سے جدا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈوبے ہوئے سورج کو حکم دیا تو وہ لوٹ آتا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا کی۔

یہ اللہ پاک کی خلافت ہے کہ آسمانوں اور زمین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نافذ ہوتا ہے اور تمام مخلوق کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے وہ سب ان کا ہے۔ وہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جب دودھ پیتے تھے جھولے میں چاند ان کا حکم بجا لاتا، جہاں اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا۔ حدیث میں ہے عباس رضی اللہ عنہما جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں عرض کرتے ہیں: مجھے اسلام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزے نے ابھارا ہے، میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جھولے میں چاند سے باتیں فرماتے جس

طرف انگلی مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے کا دھماکہ سنتا تھا جب وہ عرش کے نیچے سجدے میں گرتا۔ (الخصائص الکبری)

جب دودھ پینے کے زمانے میں یہ اختیارات ہیں تو اب تو خلافۃ الکبری کا ظہور جوانی کے عالم میں ہے، سورج کی کیا مجال کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرے، سورج و چاند تو ایک طرف عالم کی تدبیر کرنے والے فرشتے بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم)

قرآن پاک میں ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَاۙ (۱)

وہ (اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان والوں کو ڈر سنانے والا ہو۔ (الفرقان:1)

عالم والوں میں سارے فرشتے بھی شامل ہیں۔

یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ بخاری و مسلم ونسائی وغیرہا میں حدیث صحیح ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے پیارے محبوب صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں: یارسول اللہ! میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی فرماتا ہے۔ (صحیح البخاری)

اور حدیث سنیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک بالیقین میں روز قیامت تمام جہان کا سید ہوں، میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہو گا، کوئی شخص ایسا نہیں ہو گا جو آسانی کا انتظار کرتا ہو امیرے نشان کے نیچے نہ ہو۔ میں چلوں گا اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ دروازہ جنت پر تشریف فرما ہو کر دروازہ کھلواؤں گا سوال ہو گا کون ہیں؟ میں فرماؤں گا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ کہا جائے گا مرحبا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔ پھر جب میں اپنے رب عزوجل کو دیکھوں گا اس کے لئے سجدہ شکر میں گروں گا اس پر کہا جائے گا: اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری مانی جائے گی اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہو گی۔ تو جو لوگ جل چکے تھے وہ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے دوزخ سے نکال لئے جائیں گے۔ (کنز العمال)

اسی باب سے یہ ہے حدیث کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: بیشک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ میں نے عرض کیا کہ اے رب میرے! جو تو چاہے کہ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ اللہ پاک نے دوبارہ مجھ سے مشورہ پوچھا۔ میں نے اب بھی وہی عرض کی۔ اللہ پاک نے تیسری بار مجھ سے مشورہ لیا۔ میں نے پھر وہی عرض کی۔ تو اللہ پاک نے فرمایا: اے احمد! بیشک میں ہرگز تجھے تیری امت کے

معاملے میں رسوانہ کروں گا۔ اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب سے پہلے میرے ساتھ داخل جنت ہونگے ان میں ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہونگے جن سے حساب تک نہ لیا جائیگا۔

(مسند احمد بن حنبل)

الحمد للہ یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ اللہ پاک قیامت کے دن محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب کی موجودگی میں فرمائے گا: یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد!۔ (تفسیر کبیر)

18-حضرت سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ سے روایت ہے: میں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک رات حضور کے لیے وضو کا پانی وغیرہ ضرورت کی چیزیں لایا (رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی: میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطافرمائیں۔ فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض کی: میری مراد تو صرف یہی ہے۔ فرمایا: تو اپنے نفس پر کثرت سجود سے سے میری مدد کر۔ (صحیح مسلم)

الحمد للہ یہ پیاری پیاری صحیح حدیث اپنے ہر ہر جملے سے بد مذہبیت کو ختم کرنے والی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مطلقاً بغیر کسی قید و بغیر خاص کیے ارشاد فرمانا مانگ کیا مانگتا ہے، جان بد مذہبیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت پوری فرماسکتے ہیں دنیا و آخرت

کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جبھی تو بغیر کسی قید کے ارشاد ہوا: مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔

شیخ شیوخ علماء الہند عارف باللہ عاشق رسول اللہ برکۃ المصطفٰی فی ھذہ الدیار سیدی شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں: مطلق سوال سے کہ آپ نے فرمایا (اے ربیعہ) مانگ۔ اور کسی خاص چیز کو مانگنے کی تخصیص نہیں فرمائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام معاملہ آپ کے ہاتھ مبارک میں ہے، جو چاہیں جسے چاہیں اللہ تعالٰی کی اجازت سے عطا فرمادیں۔

فان من جودک الدنیا وضرتها
و من علومک علم اللوح والقلم

یہ شعر قصیدہ بردہ شریف کا ہے جس میں سیدی امام اجل محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں: "یارسول اللہ! دنیا و آخرت دونوں حضور کے جود و کرم کے سمندر سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم جن میں ماکان و مایکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامت قائم ہونے تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک چھوٹا سا حصہ ہیں۔"

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔

19- حدیث صحیح جسے محدثین نے سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہئے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِیُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ۔

الٰہی! میں تجھ سے مدد مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی والے نبی ہیں، یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہو، الٰہی! انہیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

(ترمذی)

یہ حدیث خود ہی بیمار دلوں پر زخم کاری تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حاجت کے وقت ندا بھی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مدد طلب کرنا اور التجا بھی، مگر حصن حصین شریف کی بعض روایات نے سر سے پانی تیر ہی دیا۔ اس میں لِتَقْضٰی لِیْ ہے یعنی یارسول اللہ! حضور میری حاجت پوری فرمادیں۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ مبارکہ میں نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ نماز کے بعد ہمارا نام پاک لے کر یوں عرض کرو ندا کرو ہم سے مدد مانگو اور التجا کرو، شرک بدمذہبوں کو جہنم میں پہنچانے کو بس یہی تھا کہ حاصل تعلیم یہ نہ تھا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کا اوپر والا حصہ تو اللہ پاک سے عرض کرنا پھر ہمارے پاس حاضر ہو کر یا محمد سے آخر تک عرض کرنا، اور دعا میں سنت آہستہ سے کرنا ہے اور آہستہ کہنے میں بدمذہبوں کی عقل ناقص کے مطابق غائب وسامنے ہونا برابر ہے، عادی طور پر دونوں ندا بالغیب ہوں گی، مگر قیامت تو سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری کر دی کہ زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہی دعا ایک صاحب حاجتمند کو تعلیم فرمائی اور وصال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے سے بدمذہبوں کی جان پر بڑی بھاری آفت آئی۔

معجم کبیر امام طبرانی میں یہ حدیث یوں ہے کہ ایک شخص امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اپنی کسی حاجت کے لیے حاضر ہوا کرتے امیر المومنین ان کی طرف التفات نہ فرماتے نہ ان کی حاجت پر غور کرتے، ایک دن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ملے ان سے شکایت کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وضو کی جگہ جاکر وضو کرو پھر مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھو پھر یوں دعا کرو کہ الٰہی !میں تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف ہمارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی رحمت کے ذریعے سے متوجہ ہوتا ہوں، یارسول اللہ ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری فرمائیے۔ اور

اپنی حاجت کا ذکر کرو، شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں۔ ان حاجت مند شخص نے جا کر ایسا ہی کیا، پھر امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دروازے پر حاضر ہوئے، دربان آیا ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا، امیر المومنین (عثمان غنی) نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور فرمایا کیسے آئے ہو؟ انہوں نے اپنی حاجت عرض کی، امیر المومنین نے فوراً پوری فرمائی، پھر ارشاد کیا: اتنے دنوں میں تم نے اس وقت اپنی حاجت کہی۔ اور فرمایا: جب کبھی تمہیں کوئی حاجت پیش آئے ہمارے پاس آنا۔ اب یہ صاحب امیر المومنین کے پاس سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملے ان سے کہا: اللہ پاک آپ کو جزائے خیر دے امیر المومنین نہ میری حاجت میں غور فرماتے تھے نہ میری طرف توجہ کرتے، یہاں تک کہ آپ نے میری سفارش ان سے کی۔ عثمان بن حنیف نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے بارے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر بات یہ ہے کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور اپنی نابینائی کی شکایت حضور سے عرض کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: وضو کی جگہ پر جا کر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ پھر یہ دعائیں پڑھ۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس دیکھتے ہوئے آئے جیسے کبھی انکی آنکھوں میں کچھ نقصان نہ تھا۔

20–سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل مدینہ طیبہ سے ارشاد فرمایا: صبر کرو اور خوش ہو جاؤ کہ بیشک میں نے تمہارے رزق کی پیمانوں پر برکت کر دی ہے۔(بزار)

نوٹ: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے کے ضمن میں یہاں ایک اور رسالہ لکھا ہے جس کی تلخیص کا کام اس کے بعد شروع کیا جائے گا اور کچھ دنوں میں اس کی پی ڈی ایف آپ کے پاس ہو گی۔ان شاء اللہ

الحمدللہ !اب تک ۷ اکتابیں پی ڈی ایف کی صورت میں آچکی ہیں جن میں سے دو اعلیٰ حضرت کے رسالوں کی تلخیص ہیں چند کتابیں یہ ہیں:

(۱)خلاصہ تراویح(۳۰پاروں کا اردو خلاصہ)

(۲)نبی ہمارے بڑی شان والے(تلخیص تجلی الیقین)

(۳)والدین مصطفی جنتی جنتی(تلخیص شمول الاسلام)

(۴)قواعد المیراث

(۵)ھدایۃ البریۃ فی شرح الاربعین النوویہ(اربعین نوویہ کا اردو ترجمہ مع شرح)

(۶)اعلیٰ حضرت اور فن شاعری

(۷)غزوہ بدر اور فضائل اہل بدر

(۸)جنت البقیع میں آرام فرما چند صحابہ کرام

(۹)درس سیرت

(۱۰)پیارے نبی کے پیارے نام

(۱۱)الادعیۃ النبویہ من الاحادیث المصطفویۃ(نبوی دعائیں)

(۱۲)شان ابو بکر (۱۳)خلافت فاروق اعظم (۱۴)فیضان عثمان غنی

میری دیگر تحریرات پڑھنے کے لئے ان لنکس پر جائیں 👇

https://archive.org/details/@farazattari26

الحمدللہ! مختلف کورسز کا سلسلہ بھی ہوتا رہتا ہے چند یہ ہیں:

(۱)فیضان بہار شریعت (۲)وارثت کورس (۳)توقیت کورس (۴)نماز کورس

(۵)زکوۃ کورس (۶)روزہ کورس (۷)چالیس احادیث (۸)باطنی بیماریوں کا علم

(۹)اصول حدیث (۱۰)اصول تفسیر